دیے بجھنے نہ پائیں، قدم رکنے نہ پائیں

ماضی کی رنجشیں پیچھے چھوڑ آئے ہیں

خارجہ پالیسی عوامی اُمنگوں سے ہم آہنگ ہونی چاہیے

پاک بھارت تعلقات کی بحالی کے لیے سول سوسائٹی کا کردار قابلِ تحسین ہے

بھارتی سماجی تنظیم ”سی او وی اے“ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر مظہر حسین سے بات چیت

عصمت زبیر

پاک بھارت عوامی رابطوں کے فروغ کے لیے سول سوسائٹی کے کردار کو کسی بھی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح پاکستان میں اس سیکٹر کی جانب سے دوطرفہ تعلقات کی بحالی سمیت معاشرے کو درپیش دیگر مسائل کے لیے آواز بلند کی جاتی ہے، بھارت میں بھی ایسی ہی متعدد تنظیمیں ہیں، جو پاک بھارت عوامی رابطوں کے فروغ سمیت سوشل سیکٹر میں نمایاں کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں بھارتی ریاست حیدرآباد دکن کی سماجی تنظیم کنفیڈریشن آف والنٹری ایسوسی ایشن (COVA) کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر اور بانی مظہر حسین کے دورۂ پاکستان کے موقع پر پاک بھارت تعلقات، عوامی رابطوں کی بحالی اور سول سوسائٹی کے کردار کے حوالے سے بات چیت کی۔ COVA کے حوالے سے بات کرتے ہوئے مظہر حسین نے کہا کہ یہ بھارت کی سات سو ذیلی تنظیموں پر مشتمل آرگنائزیشن ہے۔ جس کا مقصد ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنا اور ناانصافی کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس کا زیادہ تر فوکس بھارت کے ان ریاستوں میں ہے، جہاں فرقہ وارانہ کشیدگی زیادہ ہے۔ مثلاً گجرات، بنگال، کشمیر وغیرہ۔ اس تنظیم نے 1994-95ء سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ ہم نے بعد از مسلم فسادات میں بلاتفریق لوگوں کی مدد کی اور ان کے مسائل حل کیے۔ ان دنوں پاک بھارت تعلقات میں کشیدگی عروج پر تھی، اس کی وجہ سے ہماری توجہ اس اہم نکتے پر ہوئی کہ سرحدی کشیدگی عوامی رابطوں کے لیے بڑا چیلنج ہے، لہٰذا ہم نے پاک بھارت عوامی رابطوں People To People Contact کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ اس زمانے میں عوامی رابطے نہ ہونے کے برابر تھے، حالات اس قدر خراب تھے کہ اگر ہم بھارت میں رہتے ہوئے پاکستان سے دوستی کی بات کرتے تو انتہا پسند ہم پر غداری کا الزام عائد کیا جاتا۔ یعنی ہم امن کی بات کری نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا ہم نے عوامی رابطوں کی بحالی کے لیے کام شروع کیا تو مشکلات درپیش آئیں، لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری، اس طرح پاکستان کی سول سوسائٹی نے ہمارا ساتھ دیا۔

س: آپ اس حوالے سے کس حد تک پرامید ہیں؟

مظہر حسین: مقاصد راتوں رات حاصل نہیں کیے جاسکتے، اس کے لیے محنت اور لگن کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہیں جا کر آپ کو نتائج ملتے ہیں۔ یہ تین چار مہینوں کی بات نہیں ہے، آپ لوگ بھی امن کی آشا کے لیے کام کر رہے ہیں، آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ ایک طویل المیعاد عمل ہے۔ ذہن تبدیل کرنا آسان نہیں، لیکن امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاسکتا۔ آپ خود تاریخ اٹھا کر دیکھیں، پچھلے ساٹھ سال قبل لوگ بھارت اور پاکستان کی بات کرتے ہوئے ڈرتے تھے، عدم تحفظ کا شکار عوام کو جاسوسی کے الزامات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ہم دونوں ملکوں کا سفر کرنا بتدریج آسان ہوا، ایک بار بات ہو جائے تو آئی وہ بھی کہ ہمارا دیرینہ مطالبہ تھا سرحد پر ویزا دیا جائے گا۔ درحقیقت یہ سول سوسائٹی کی ہی ڈیمانڈ تھی کہ بزرگ شہریوں کو سرحد پر ویزا دیا جائے، جس پر دونوں حکومتوں نے گزشتہ برس قانون بنایا ہے۔ ہم نے پندرہ برس قبل

ہی یہ آواز بلند کی تھی۔

س: موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے امن کے عمل کو بڑھانے کے لیے سول سوسائٹی کا کردار کیا ہونا چاہیے؟

مظہر حسین: موجودہ حالات میرے خیال میں قابو سے باہر نہیں ہیں۔ جیسا آپ جانتی ہیں کہ گزشتہ پانچ سال قبل تک دونوں ملکوں میں کوئی بھی بڑا سانحہ ہو جاتا یا دہشت گردی کی کوئی بھی کارروائی ہوتی تو ہماری حکومتیں برسوں ایک دوسرے سے بات نہیں کرتیں، اور مذاکرات بھی تعطل کا شکار ہو جاتے تھے۔ اس طرح امن کے عمل کو نقصان پہنچتا۔ جنوری میں لائن آف کنٹرول پر ہونے والے واقعات کے بعد فوری طور پر یوں لگا کہ سب ختم ہو جائے گا، لیکن حالات معمول پر آگئے ہیں، اور اب سرحد پر ویزا ملنا بھی شروع ہو گیا ہے۔ اگر یہی صورت حال پانچ سال قبل ہوتی تو حالات معمول پر دو یا تین سال میں آتے۔ مجھ سے اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ آپ لوگ عوامی رابطوں کی بحالی اور امن کے لیے اس قدر کام کرتے ہیں، فائدہ کیا ہوتا ہے؟ میں ان سے یہی کہتا ہوں کہ امن کے فروغ، ظلم کے خاتمے اور ناانصافی کے لیے سول سوسائٹی کام کرتی رہے گی۔ سول سوسائٹی کا کردار بہت مثبت رہا ہے، اب حالات پہلے سے کافی بہتر ہیں۔ میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں، کہ چوں کہ ہم بھارت میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے کام کرتے ہیں، اس لیے ہمیں اندازہ ہے کہ جب بھی ماضی میں پاک بھارت تعلقات میں کشیدگی شروع ہوتی تو اس کے منفی اثرات بھارت میں مقیم مسلمانوں پر پڑتے، اور اکثر اوقات بھارت کے کچھ حصوں میں ہندو مسلم فسادات بھی شروع ہو جاتے، ہمیں اس صورت حال کو روکنا تھا، اس لیے ہمیں اندازہ ہو گیا تھا کہ دونوں ملکوں کے درمیان امن کس قدر ضروری ہے۔

س: آپ کے اس مقصد میں عوام اور حکومتوں کی دل چسپی کس طرح بڑھی؟

مظہر حسین: ہم جب پاک بھارت عوام کے لیے کام کرتے ہیں تو ہم سرکار کے نمائندے بن کر نہیں ہوتے، ہم عوام کو

یہ کہ خارجہ پالیسی عوام بنائیں، یعنی عوامی امنگوں کے مطابق ہو۔ ہم نے اس سلسلے میں کام کیا، لوگوں میں شعور پیدا کیا، آپ نے دیکھا ہوگا کہ آپ کے ملک میں ان دنوں الیکشن کا زمانہ ہے، انتخابی امیدواروں اور سیاسی جماعتوں کے عوام سے بجلی، پانی، بیروزگاری کی باتیں تو کرتے ہیں، لیکن بھارت کے ساتھ امن کی بات زور و شور سے نہیں کی جاتی، اسی طرح بھارت میں بھی ہے۔ یعنی خارجہ پالیسی کی بات عوامی سطح پر نہیں کی جاتی۔ ہم اس حوالے سے شعور دے رہے ہیں کہ عوام آگے آئیں اور امن کے لیے سرحدوں پر امن چاہتے ہیں، سرحدی کشیدگی نہیں چاہتے۔

س: عوامی رابطوں کی بحالی کے لیے کام کس طرح شروع کیا؟

مظہر حسین: 2001ء میں جب بھارت کی پارلیمنٹ پر حملہ ہوا اور پاک بھارت تعلقات متاثر ہوئے تو تمام سرحدیں بند

☆ یہ سول سوسائٹی کی ڈیمانڈ تھی کہ بزرگ شہریوں کو سرحد پر ویزا دیا جائے، جس پر دونوں حکومتوں نے گزشتہ برس قانون بنایا ہے ☆ پاک بھارت کشیدگی سے بھارتی مسلمانوں پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں ☆ اگر کوئی شخص سرحدوں پر دیے جلاتا ہے، تو وہ دنیا کو امن کا پیغام دیتا ہے۔

کر دی گئیں۔ یہاں تک کہ ہوائی سفر کے لیے پروازیں بھی بند کر دی گئیں۔ ان دنوں میں اور میرے چند ساتھی دہلی کے راستے پاکستان روانہ ہوئے، ہم نے وہاں پاکستانی پارلیمنٹیرین سے ملاقات کی اور انہیں بھارت آنے کی دعوت دی، اس سلسلے میں ہم

پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں۔ انہیں امن کا سگنل دینا چاہتے ہیں، عوام کے پاس مناسب پلیٹ فارم نہیں ہوتا، سول سوسائٹی وہ بنیاد مہیا کرتی ہے۔ COVA عوامی رابطوں کی بحالی کے لیے گزشتہ دو تین برسوں سے لگاتار کوشش کر رہی ہے، ہماری کوشش رہی

نے حکومت کا سہارا لیا، ہماری دعوت پر اپریل 2004ء میں اٹھارہ پاکستانی پارلیمنٹیرین پر مشتمل وفد نے بھارت کا دورہ کیا۔ اسی طرح پاکستانی وفد بھارتی پارلیمنٹیرینز کو پاکستان آنے کی دعوت دی۔ جس کا مثبت اثر ہوا اور بھارت کی جانب سے اسی سال جون میں اوم پرکاش یادو کی سربراہی میں پارلیمنٹیرینز کے وفد نے پاکستان کا دورہ کیا۔ یعنی دو ماہ میں ماحول بالکل بدل گیا تھا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ہماری ایک چھوٹی سی کوشش تھی کہ عوام اور دونوں حکومتیں امن کی جانب چلیں اور ایسا ہی ہوا۔ اسی دوران پاک بھارت کرکٹ میچ کا بھی اعلان ہوا، میں اس وقت کافی گھبرایا ہوا تھا کہ ہم نے امن کی فضا قائم کر دی ہے، لیکن میچ کے دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آجائے، لہٰذا ہم نے دہلی کے سکھوں کو تیار کیا کہ وہ پاکستان اور بھارت کے پرچم ایک ساتھ پرنٹ کروائے، اور دونوں ملکوں کے تماشائیوں کے ہاتھوں میں پکڑائے۔ جنہیں وہ اسٹیڈیم میں لہرائے۔ یہ ہماری پہلی کوشش تھی جو کامیاب ہوئی، اور عوام نے بھی اس کا جذبہ اُبھارا۔ درحقیقت یہی خارجہ پالیسی ہے، یعنی عوام کی خواہشات کے مطابق۔ اگر کوئی شخص میچ کے دوران دوسرے ملک کے ساتھی سے ہاتھ ملاتا ہے یا شمع روشن کرنے کے لیے سرحدوں پر موم بتیاں جلاتا ہے تو وہ دنیا کو یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ امن چاہتا ہے اور خارجہ پالیسی میں عوامی خواہشات دیکھنا چاہتا ہے۔

س: پاک بھارت عوامی رابطوں کی بحالی کے لیے ٹھوس اقدامات کیا ہو سکتے ہیں؟

مظہر حسین: خارجہ پالیسی میں کوئی بات حتمی نہیں ہوتی، بہت سے ایسے مسائل ہوتے ہیں جو سامنے آتے ہیں، اس سلسلے میں میری ایک ریسرچ ہے جو پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے گزشتہ پچیس برسوں کے اعداد و شمار پر مبنی ہے، میرا مشاہدہ ہے کہ پاک بھارت کشیدگی کے اکثر واقعات تیسرے مہینے کے دوران ہوتے ہیں۔ یہ عرصہ ہمارے ہاں 3rd financial quarter کا ہے۔ لہٰذا جب دفاعی بجٹ بڑھانا ہوتا ہے تو سرحدوں پر کوئی غیر معمولی صورت حال پیدا کر دی جاتی ہے کہ جب بجٹ ڈسکس ہو تو دفاع پر بڑھا دیا جائے۔ یعنی یہ ایک تکنیک ہے، آپ پچھلی ساری تاریخ اٹھا کر دیکھیے تو بات واضح ہو جائے گی۔ گزشتہ سال نومبر میں ہمارے فنانس منسٹر چدمبرم نے ایک بیان دیا تھا کہ اس مرتبہ ہم دفاعی بجٹ نہیں بڑھائیں گے۔ پھر آپ نے دیکھا، نومبر کے بعد سرحدوں پر کیا ہوا، اس کے بعد آنے والے بھارتی دفاعی بجٹ میں حکومت کو پانچ فیصد اضافہ کرنا پڑا۔ یعنی حکومتیں مجبور ہو جاتی ہیں۔ یہ صرف بھارت میں ہی نہیں ہے پاکستان میں بھی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر اوقات ہمارے فارن سیکرٹریز کی ملاقات ہوتی ہے تو اس کے دن یا بعد کے دنوں میں کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسلحہ ساز صنعت کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔ ہم پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے حکومتوں کی نیتیں صاف ہیں، وہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ عوام میں شعور پیدا ہو گیا ہے، لہٰذا امن کا عمل بتدریج آگے بڑھے گا۔ ہم ماضی میں کی رنجشوں کو پیچھے چھوڑ آئے ہیں، اور اس سلسلے میں دونوں ملکوں کی سول سوسائٹی کردار ادا کرتی رہے گی۔